بفضل صانع ارض و سماء و خلاق مکین و مکان

کتاب لاجواب از تصنیف شاعر شیرین بیان و ناظم یکتائی زبان شفقت حسین عفی عنہ

ابو المحاسن متخلص شمسی صانہ اللہ عن الشرور و الحوادث

مسمی بہ

ریاض شمسی

در ۱۳۱۳ ہجری

باہتمام بلیغ احقر جہان ناچیز محمد علیخان عفی عنہ

در مطبع عزیز دکن واقع چھتہ بازار مقبول جہان شد

طبع اول (۵۰۰) جلد

بفضل توانا خالق مهر و زمان خداوند بی‌همتان

سنه ۱۳ — سنه ۱۳

رساله شمسیه

در مطبع [illegible] مقبول جهان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضداشت بخداوند خدایگان والا شان نیر سپہر برج کامگاری قافلہ سالار میدان جلادت حدیقہ گلشن بختیاری انجمن آرائے بارگاہ جلالت فلک اقبال مشتری خصال شمس اجلال فرخندہ مال آصف جاہ نظام الملک مظفر الممالک فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر فرمانروائے اقلیم دکن ادام اللہ ملکہ و سلطنتہ

گل گلشن بخت و باغ بہار
سر سروران عالی تبار

قدمبوس ہمت ظفر ہم رکاب
لقب اوسکی شوکت علم آفتاب

قمر محفل آرا فلک بارگاہ
کرم سلطنت اور انجم سپاہ

مشیر اوسکا اقبال و دولت وزیر
خرد اوسکے ناظم عطارد دبیر

فلک اوج ہمت سے اوسکی خجل
بساط کرم سے زمین منفعل

آلہی باقبال و جاہ و جلال — سلامت رہے تا صد و بست سال

سر افگندہ خامہ ہے تسلیم مین — مین بہی مودب ہون تعظیم مین

پس از دست بستہ یہہ بیہودہ گو — بصد منت و عجز ہے عرض جو

کہ اے کوکب بخت و عشرت قرین — ہوا دام غم مین مین در بر زمین

بس اب سہتے سہتے ستم بیشمار — گیا دل سے ایک بخت صبر و قرار

جگر خون و خون آہ و آہ آنکہ کی — بہا لیگئے اشک سی روشنی

مین کیا خستہ حالی کرون اب رقم — طریق مصیبت شریک الم

دل ناتوان پر پڑا بار سنگ — ہوا قافیہ روزمرہ کا تنگ

زبونی بخت اور قلم سخت ہے — تو قسمت کا مصرع بہی دو لخت ہے

مگر شکر ہے بعد مدت دراز — بامداد طالع ہوا سرفراز

رسائی ہوی بر در احتشام — کہ مقبل ہین جس در کے ادنی غلام

یقین ہے کہ بے قصد آئے مراد — کرے بخت تدبیر سے اتحاد

بس اے صاحب عقد مشکل کشا — سرافراز ہو جائے یہہ بینوا

پڑی لطف کی اس پہ اب اک نظر | کہ اوقات تا چین سے ہو بسر
ہوا جاتا ہے صبر بے تاب اب | کہ اب انتظاری میں ہوں جان بلب
نہیں بحر افلاس میں کوئی ساتھ | وسیلہ بجز ذات رستم صفات
رہے سایۂ عاطفت میں غلام | دعاگو شہنشاہ کا ہر صبح و شام
الٰہی رکھ اونکو بگنج و حشم | باقبال و دولت بطبل و علم
حوادث زمانے سے بے غم رہے | مظفر و منصور دایم رہے

گذارندہ عرضی براز رنج و شین
غمخوار دیرین شفقت حسین

مسدس در مدح خاقان عالی گہر سلطان بحر و بر مسند آرائے تاج و دیہیم سلطان السلاطین شہنشاہ والا جاہ کیوان بارگاہ انجم سپاہ شاہ شاہان زمین فرمانروائے اقلیم دکن نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان مظفر الممالک فتح جنگ بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اے فکر رسا ملکِ سخن خسروِ اقلیم
خامہ ہو بصد عجز سر افگندۂ تسلیم
ہو قصر خیالی مین بر آمد پی تعظیم
مضمون مین تخصیص ہو تقریر مین تعمیم
ہو لفظ مرصع سے ادا اندر سخن کی
اب بزم مین آمد ہے شہنشاہِ دکن کی

یہ بزم خوشی غیرتِ جمشید بنے آج
ہر زہرہ جبین صورتِ ناہید بنے آج
ہر ساغرِ مل ساغرِ امید بنے آج
ہر بزم نشین مطلعِ خورشید بنے آج
ہر شمع رواب روشنیِ طور ہو جل کر
تا سنگدل و سخت بنے موم پگل کر

ہان مسندِ عزت پہ ہو خورشید جہانتاب
اور شیخ اکابر بنے برجیس اولو الالباب
دستورِ معظم ہو قمر دانشِ اعصاب
بہرام سپہ دار ہو پیل رستم و سہراب
سر تا بفلک رایتِ اقبال کھنچا ہو
حیرت مین ہر اک صورتِ تمثال کھڑا ہو

کر طبع رسا سیر گلستان جنان کی | کھیچون تا شبیہ آج مین فردوس مکان کی
حالت وہ دکہاؤن مین شہنشاہ زمان کی | آصف سے کہ ہنی شکل سلیمان جہان کی

گذرا نہ خردمند کوئی پیر و جوان سے
نادر کو مطیع اپنا کرے سیف زبان سے

اس فہم و فراست کا تو انسان نہین ملتا | انسان تو کجا ہے کوئی سلطان نہین ملتا
مفلس نہین ملتا کوئی ذیشان نہین ملتا | دہونڈو تو بجز آصف کے سلیمان نہین ملتا

دم بند اسی پر ہے خردمند جہان کا
دانش سے لیا کام کمان تیر و سنان کا

اوس گلشن دانش کا یہ ذیشان شجر ہے | اوس تخم نکو کاشت کا سلطان ثمر ہے
اوس منبع الاوصاف کا خاقان گہر ہے | آصف کا یہ محبوب علی خان پسر ہے

ہان تخم و شجر سب مین ثمر ہی تو ہی ہے
پیارے ہین سبھی نور نظر ہی تو ہی ہے

یہ جان جہان فخر سلاطین ہے زمن مین | پتلی ہے اگر چشم مین تو روح ہے تن مین

طوبیٰ ہی گلستان مین تو شمشاد چمن مین — محمود اگر ہند مین محبوب دکن مین

یون ظلم و ستم ہو گیا معدوم بہٹک کر
جون خار الم پائے تصور سے کہٹک کر

اقبال کمر بستہ اسی در پہ رہا ہے — خورشید چتر بن سکے اسی سر پہ رہا ہی
اجلال خداوندی اسی گہر پہ رہا ہی — اور سکہ جہان گیری اسی زر پہ رہا ہی

کیا شک و شبہہ اسمین کہ یہ ظل الٰہ ہی
اقبال پہرا اوس سے کہ جو اس سے پہرا ہی

ناصر ہے غریبون کا شہ افضل و اعلیٰ — بیوا و یتیمون کا ہی پالنے والا
مان باپ کسی کا ہی کسی چاند اجالا — ہے جاہ و حشم اسکا سکندر سے دو بالا

قایم ہے امان اس سے خرابات جہان مین
آسایش و آرام مکین کو ہی مکان مین

خورشید جہان تاب ہے یہ شاہ اولو العزم — ہے خیرگی اعدا کے لئے دوست کو نور
شعشعہ ہے کہین اور کہین برق جہانسوز — اسکے لئے مرہم ہی تو اوسکے لئے دلدوز

کیونکر نہ حسد ہو شہ خورشید لقا سے
جلتی ہے زبان شمع فروزان کی ضیا سے

ہے فہم فراست مین شہنشاہ یگانہ
اور نکتۂ باریک سے دانا ہو دوانا

حضرت کا سخن جلد سمجھتے نہین دانا
بالو ہین تو شیشے مین اتر جائے سیانا

تقریر پر افسون سے مطیع اہل زبان ہون
شوریدہ اگر پیر تو گردیدہ جوان ہون

گذرا نہ جوان ایسا سلاطین جہان مین
چرچہ ہو شجاعت کا ہم پیر و جوان مین

جسکا کہ تصور ہو ہر اک طبع روان مین
کندہ ہو صفت دلمین ستایش ہو زبان مین

وہ وصف پسندیدہ کہ دشمن ہین ثنا گر
ملتے ہین تواضع پہ سر عجز جھکا کر

کسرے سے شہنشاہ کی عدالت کوئی پوچھے
عاقل سے شہنشاہ کی فراست کوئی پوچھے

حاتم سے شہنشاہ کی سخاوت کوئی پوچھے
ضیغم سے شہنشاہ کی شجاعت کوئی پوچھے

کامل ہے ہر اک فن مین استاد ہنر مین

جوہر کو پرک لیتے ہین بادئ نظر مین

اخلاق مجسم ہے شہا منبع الاحسان
یکتا ہے مروت مین تواضع مین ہی ذیشان
سلطان عرب مین ہی عجم مین یہہ ہے خاقان
جنات مین آصف ہی پرستان مین سلیمان

یہہ جاہ و حشم تو کوئی سلطان نہین دیکھا
آصف کے بس عہد سلیمان نہین دیکھا

جب صید کا عازم ہوا سلطان افسر افراز
بحری نہ ہے بحر مین بر مین نہ ہا باز
شاہین کا دم بند تہا گنجشک کا آواز
بس مرغ قفس روح نے قالب سے کی پرواز

اژدرین و درندہ مین آ ناگ رہی تھے
اور شیر بہی سایہ سے نکل بہاگ رہی تھے

گذرے کبہی ہشر بر شہ والا کی نظر سے
جانبر نہو بندوق شرربار اثر سے
بندوق
چہاتی پہ چڑہی اور نکل آئی جگر سے
بندوق ادہر سے چلی اور جان ادہر سے

اس برق سے بید رد کو بہی درد ہوا ہے
یہہ گرم ہوئی جب کبہی تن سرد ہوا ہے

ہان دست شہنشاہ مین یہہ دو نال غضب ہے | ہر نال شعر بار ہے پر پیچ و لعب ہے
یہہ لب لبی دشمن کے لیئے جان بلب ہے | بس صف شکن و شیر فگن اسکا لقب ہے

دو گھوڑے سے چڑہا کر جو یہہ چھاتی پہ چڑہے ہے
دشمن مین نہین دم کہ اجل سر پہ کہڑی ہے

جون رعد گرج جاتی ہے بجلی سے چمک کر | جنبش تو زمین کو ہوی صدمہ تو فلک پر
بے سر ہوا دشمن تو یہہ بندوق ہوی سر | ہیجان ہوا شیر تو سلطان مظفر

دو ایک قدم پیچھے یہہ چلتی ہے قضا سے
بے لاگ ہے شست اسکی ہر اک چوک خطا سے

جو اسکی مقابل ہو تو بس جانکو کہو جائے | یہہ وہ ہے شرر آگ سے بے باک یہہ ہو جائے
اس شکل اجل کو جو قضا دیکھ لے سو جائے | تصویر اگر موت کو دکھلاؤ تو رو جائے

دہشت سے ہے دل انس مین جن خوف و خطر مین
خورشید مین زردی ہے سیاہی ہے قمر مین

اک شیر نکل آیا کہین کان دبا کر | بس جان بچاتا وہ چلا آنکہ بچا کر

جب چار ہوئے چشم دہن شست ملاکر
اک ضرب لگائی اُسے بندوق جما کر

گھوڑا جو گرا گولی جگر چاٹ رہی تھی
اور رشتۂ انفاس قضا کاٹ رہی تھی

بندوق جو پھر آپ نے چھاتی پہ جمائی
اس آتشِ دو نال سے سر بھون کے کھائی
اک شیرِ نیستان کو قضا گھیر کے لائی
جان آپ نے لی خون تو گولی کو چٹائی

انسان کو سکتہ ہے ملایک پہ غشی ہے
١٣١١
بدخواہ کو ندامت ہے بہی خواہ کو خوشی ہے

باز دے شہنشاہ سے زبردست ہوکے زیر
اے شمسی گستاخ نکر زیادہ الٹ پھیر
ہاں صد اسی سال ہیں چودہ ہیں ہوئے شیر
کہ ذات شہنشاہ کی توصیف سے ہے سیر

ہاں حمد و ثنا اس سے زیادہ نہیں درکار
کہ حق کا وہ طالب ہے خوشامد سے ہے بیزار

صد سال سلامت بکرامت رہے یہ ذات
با گنج و گہر افسر و دولت رہے یہ ذات
با طبل و علم حشمت و شوکت رہے یہ ذات
با عظمت و شان تا بہ قیامت رہے یہ ذات

قشقہ ہو اسی خاک کا سرکش کے جبین پر
اور نام شہنشاہ کا کندہ ہو نگین پر

سلطان سلاطین ہو اور مالک اقلیم
پھر مرجع خلق اللہ ہو اور قابل تسلیم

زیبندہ اورنگ ہو اور زینت دیہیم
ذی حشمت و ذی توقیر اور واجب تعظیم

سکہ چلے محبوب علی خان زمان کا -
بس شاہ دکن رشک ہو شاہان جہان کا

ہاں جاہ و حشم و افسر و لشکر ہو مہیا
ہو زیر نگین ملک مظفر ہو مہیا

اکلیل و نگین خلعت پر زر ہو مہیا
گیتی کے لئے زینت و سرور ہو مہیا

بس مالک اقلیم ہو اور شاہ زمن کا
دنیا مین چلے سکہ شہنشاہ دکن کا -

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زمان نوشیروان دوران سریر آرائے دیہیم و تاج
السلاطین آصف جاہ نظام الملک ثانی مظفر الممالک فتح جنگ میر محبوب علیخان بہادر
لازال شمس اقبالہ طالعۃ و سیفہ ساطعۃ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

مسند آرای جهان گشت مرهم خاطر فگار / خستگان را مژده باشد که بهار آمد بهار

سرو قد فولادتن آهن جگر فرخ نهاد / لشکر و سپاهان ببینند که سوار آمد سوار

جوهر از سرو آنگهی خیره شد ست و تیره گشت / خوان انجم از فلک بهرِ نثار آمد نثار

قصهٔ دریا دلی هرگز نگنجد در قیاس / که از ان قطره دریا بی شمار آمد شمار

صولتِ مدحت چنان در خاطرم افتاده است / که مضامین صف کشیده چون قطار آمد قطار

بارک الله منبع الاحسان و اخلاق کرم / ذاتِ والا نسبت جانی هزار آمد هزار

مهر اخلاق صفاتت برگذشت از اوجِ شان / شهرهٔ آفاق تو در هر دیار آمد دیار

هیچ شکی در دل ندارم که تو ای فریادرس / چون خروشم که ببین حاجت برآر آمد برار

کس شنود این حکایت بر لبِ دیدار تو / مثل سیماب بخاطر بی قرار آمد قرار

گر بگوشِ جنگجو نعرهٔ رعد آسا رسد / پای بر سر تا بجانه اش فرار آمد فرار

یا الٰهی آن شهِ ذیجاه درین عشرت کده / شادمان باشد بهر و سال هزار آمد هزار

تیره بختی دست گیرد هر کسی خواهِ اوست / مهر انور طالع او چون نهار آمد نهار

ختمه این چه گفتار پریشان ست و نزل / لیک داری دهشته شاید بکار آمد بکار

غزل

سراسر مکر ہی حسن اوس رخِ نیرنگ پُرفن کا
یہی دلبر ہوا ہی پیشوا گمراہ مدفن کا

سکے کیے عاقل ہزارون سامنے مجنون ہو آخر
یہہ ادنی شعبدہ تہا اوس پری کے سحرِ چتون کا

عجائب عشق ہی گل خوبرو فائق کا کرین دعوا
کہ لالا ہی بہی غم مین ہو کبودی رنگ سوسن کا

ادہر تو سخت جانی ہی ادہر ہے سنگدل جانان
اثر آہِ جگر بہی عالم سوز ہی اون سنگ آہن کا

اجل بہی ہم ستم کش بدنصیبون سے گریزان ہے
کیا تہا سیف ابرو نے مارے ہوا ہی قتل دشمن کا

یہہ کالے جعد عنبر کے اثر سنبل کا رکہتے ہین
نہین ہرگز اوترتا ہی چڑہا یہہ زہر ناگن کا

کہان تہی بخت یہہ کہ دشنہ یا سحر فنا ملتی
ہوا پامال یہہ بدبخت اونکی نعل توسن کا

ہوئی ہین شیخ اب قشقہ کش کب مسلمان تہی
ادی کل گانے تہی اشلوک ہندو بت برہمن کا

غزل

جب سے عاشق ہو گیا ہون اوس رخِ ماہتاب کا
رشک ہی یان جہان ہون وہ الم احباب کا

جام دی ساقی لبالب وہ مئے حل ناب کا
منکشف ہوتا نشہ مین حال ہی خواب کا

کسطرح نکلے مضامین اس پریشان بحر سے
سطر جبکہ پامال ہو اور ہو صفحہ آب کا

الاف الفت جنہون نے پیا لیا جام فنا
تیغ تو سب جہر چکے اب کل سفر ہے شتاب کا

بیچ کہ طلسمِ حسن ہی بیمار اس کا ہے جنون
تا بمحشر خاک بہی تڑپیگا داخل باب کا

اشک ریزانی سے ہے مری گوہر فشانی دوستو
اندلون اخوان بنا ہون جن بلاغت تاب کا

عشک تیری سے نہ ہوش آیا مریضِ عشق کو
پہنچ کیا جانے مسیحا غش ہی سنبل تاب کا

ضمیمہ حکمت شرع الفت بیان ہے بحر مین
یہ سخن تاج سخن ہے گو زبان نایاب کا

غزل

سوز دل مرہم سے کبھی سے فروزان ہوگیا
جب بہا کافور پے نار جوشان ہوگیا

سوختہ دل کی تڑپ سے جب اٹھی ہی آہ دل
دود شب مین خوف سے سورج بھی پنہان ہوگیا

جب لکھی مین نے صفت کچھ زلف پیچا پیچ کی
باغ مین بھی رشک سے سنبل پریشان ہوگیا

کیا غضب ہے مین تو شیخ کا کل گہات دل نہ جل سکے
کیسے بل کہاتے ہو تو دانان بھی نادان ہوگیا

آس مین ابھی سے عاشق تھا تمہارا جان بلب
ہای آخر آج پرحسرت د ارمان ہوگیا

ایسے تنگ ہیچ غم سے الم سے [illegible]
دیکھ کر دریا سے صحرا گریبان ہوگیا

ابتو راہ عشق مین گھگل گئے یہہ حالت مری
کیسا فکر کا دنیا کا جہان ہوگیا

خطِ عارض نے تری چھپا نہ چہرہ ابہر کے
[illegible] لاشہ [illegible] ہوگیا

کیون باچی شمسی کچھ چھپکے گیسے فرو ہین عشق کے
پچھلی ٹھوکرین اجل کا سر و سامان ہو گیا

غزل

بس پابند ہوے کہ پیچ ہین ناز و ادا کے ہین
ہم تو اسیر بند ہین زلف دوتا کے ہین

الجھے ہوے جو زلف مین ما لقا کے ہین
جاتے ہین ماہ کے نہین پاسنے قضا کے ہین

سب پابست و طلب جو تم آے شب وصال
ای جان من اثر یہ ہماری دعا کے ہین

ہر دم عدم مین جلتے ہین اٹھتا نہین قدم
دامن گرفتہ ہاتھ میری التجا کے ہین

سر تا بپا وہ شوخ نفر است ہین ہی سب ادا
باتین غضب کے ہین تو جفائین بلا کے ہین

شوخی مکر بسن ایسی دل ناہزار جیب
پابند وہ صنم بڑے شرم و حیا کے ہین۔

گر تیشہ جور وہ ظالم سرشت آپ ہون تو کیا
پابند ہم بھی تو رہ صبر و رضا کے ہین

کوتاہ کرو نہ دست تظلم کو میرے جان
عادی ستم جو ہینے کے خو گر جفا کے ہین

سینے پہ ہوے جو لاکہ تو مجروح صد ہزار
اوسکے تو ناخنو مین ہنر دلربا کے ہین

پیر و صحابہ کے مقلد ہین آل کے
یہ خوبیان بس امت خیر الورا کے ہین

خاموش شمسی چپ زبان کو لگام دے
یہ یاد رکھ کہ کوئی ہون بندے خدا کے ہین

غزل

ای ساقئ بزم طرب ہوں جان بلب پیچان سمن
اک مجھ پہ یہ غیظ و غضب ہے سبب دلدار من

ہے شادمان ہر اک بشر سرسبز ہے نخل شجر
اک میں ہوں تفسیدہ جگر وابستۂ رنج و محن

ہے فیض کا چشمہ روان سیراب ہیں خورد و کلان
لیکن میں اک ہوں نیم جان جسکے ہے تشنہ دہن

رکھتے ہیں غیراب سیم و زر ہیں مالک گنج و گہر
ہم پھر رہے ہیں دربدر محتاج ہیں اہل وطن

اردو پڑھے سردار ہی ہر کام میں ہشیار ہی
یاں فارسی سب بیکار ہی عربی تو ہی مشق کہن

جو لوگ ہیں ذی قدر و جاہ قانون ہی دستگاہ
جن کی ہے کچھ حالت تباہ کیا جانتے ہیں علم و فن

حالت لکھی ہے سربسر ہے آپکے پیش نظر
ہے عرض یہ بجھ لو صد گر دیکھیں یا سلطان دکن

غزل

واہ کیا طلعت دلکش ہے وہ ساحر چتون
ناز و انداز نرالے ہیں دو بالا جوبن

ابھی معمار فصاحت کا بنا ہے صدفن
ناوک انداز ترے ہووین جو چشم پرفن

قتل لاکھوں کو کیا تو نے دلا کھوں کو اسیر
زلف و و تاتری مکار ہیں آنکھیں رہزن

دم گلگشت نظر گل سے ہوئی جو دو چار
تو طبیا نچوں سے ادا اسکے ہوئی نیلی سمن

جسقدر جی مین آئی تیرے ستانے ظالم
دن قیامت کے مرا ہاتھ ہے تیرا دامن

تو صد گر موج تلاطم جوش زن بحر اشک
ماتم شیشے مین بپا ہی ہے بکا و شیون

غزل

کنارے ہوتی جاتی ہے نجات آہستہ آہستہ
بہی جاتی ہے کشتی حیات آہستہ آہستہ

نفس بہرین لیا کرتی ہے بحر نور و ظلمت مین
دو دریا سے گذرتی ہے ثبات آہستہ آہستہ

بچہ ملاح قضا سوئے فنا کہتی ہے کشتی کو
کہان رہبر لئے جاتا ہے سات آہستہ آہستہ

خوشی سے عمر رہنے کی خبر اسکی نہین پکہی
کہ ہمکو کہینچ لیتی ہے ممات آہستہ آہستہ

الٰہی کس مصیبت سے ہوا ہجرت کا دن آخر
کہ پہر سر پر چلی آتی ہے رات آہستہ آہستہ

جوانی ڈہل گئی شوخی سے پیری نے آگہیرا
ہمین اب لینے آتی ہے وفات آہستہ آہستہ

فنا کے مدفن پر حسرت کا بہرا بالا پیکر گہیو
چلی جاتی ہے شیشے کی برات آہستہ آہستہ

غزل

لو وہ جو کرون آہ دل بستم سے نکل جائے
گیتی کو تزلزل ہو فلک پر ڈہل جائے

حسرت کا تقاضا ہے لب گور ہو جلدی
امید کا کہنا ہے کہ بیمار سنبہل جائے

شعلہ ہمہ ہو کا ہے سراپا وہ بت ناز — سایہ جو پڑے شمع پہ فانوس میں جل جائے

سمجھائیں منائیں وہ کریں اور لئی خوشامد — گلگشت میں گلشن کے ہرا دل جو بہل جائے

اے جور اٹھاؤ اے پری کا چہرہ ہے گلفام — لیلیٰ ترے مجنوں کو اگر دیکھ لے چلجائے

کس دن کی دعا مانگوں میں کس رات کو رو دن — دن حشر کا ہے رات قیامت کی جو ٹل جائے

اوس شوخ سے کہدو کہ دم نزع نہ آلے — اوس طلعت زیبا پہ کہیں دل نہ پھسل جائے

شمسے جو ہوئی شور سپیدہ سر [illegible] طلعت — شمسہ کی یہ غزل غرق ندامت میں وہ گل جائے

غزل

کیا بتاں خود غرض سے آشنائی کیجیے — درد دل کی خود غرض سے کیا دوائی کیجیے

اے دل ناداں نہ مانی کچھ بھی تو نے عقل کی — اب جنوں میں آپ اپنی جگ ہنسائی کیجیے

دلربا ملیں وہ دل اور لب ہیں دونوں ہیں رقیب — وصل کس سے ہو بھلا کس سے جدائی کیجیے

بستہ زنجیر الفت ہوں اسیر رنج و غم — سنگدل کے در پہ کیا خاک اب رسائی کیجیے

حسن دل آویز سے جسکو کیا تیرا غلام — اب برائی کیجیے یا کچھ بھلائی کیجیے

از قرا شیدا سے یا ہیں جسکے کہنا ہو گیا — مسکرا کر اچھا اچھا بے وفائی کیجیے

شمسہ یوں تو جہاں اک کام بھی چلتا نہیں — ہاں مگر کچھ خودی اور بھی ہائی کیجیے

غزل

ٹپک سکتے ہیں جو قطرے عرق کے گیسوئے جاناں سے
گہر دیکھو برستے ہیں پیاپے ابر نیساں سے

چھلکتے ہیں چاہ پہ دیوانے اور آشوب دوراں کے
عجب کیا جو نکل آئے قمر اب چاہ کنعاں سے

شہید خنجر ابرو کو دفنا چشم مرقد میں
ہمیں مشتاق جب ہو پوچھ اپنے خون آلودہ داماں سے

نظر بند آنکھ میں رکھے دو کالو نتھی ڈرائے ہیں
نکل جاؤں سمٹ کر جسم ابھی ہستی کی زندانسے

ہوا کی دست و پائی سے بکھرتے ہیں تری کاکل
پر پیچے دے لگے ہوتے ہیں یہاں زلف پریشاں سے

ہوا کے کفر و شرک اب بہر گئے ہیں کالکہ میں
خدا پالا نہ ڈالے تم سے اوس بے دین ایماں سے

غزل

تغیر ہے رخ دلبر پہ غم آتش نہانی سے
شمع رو میں گیا تھا ظالم میری اخگر فشانی سے

کیا ہر چند سینہ میں شرار آہ دل مخفی
زراہ دیدہ نکلی آہ صد ہا لن ترانی سے

زیارت اوس مہ انجم کی سادہ رو نکرتا دل
گہر بن رخ نگاری کو وہ نکلا اشک رانے سے

تمہاری عشرت ہر شب کے بدلے کے فلک
وہ گرداں گردش ساغر سے ہیں دور آسمانی سے

ہو گا ناتواں مجھ سا جہاں میں اک دل بسمل
نہ چھیڑ کا خنجر براں تلے جانے کی گرانی سے

مجھے وہ جان بلب بھی کچھ بولے کیوں نہیں مرتے
پھر سنتے ہم سنا کرتے ہیں اپنی سخت جانی سے

مرقع حسن کا ایسا ہوا ہے بحر میں زیبا
مجسم ہے نقش نقش و رنگ ہم بہزاد و مانی سے

سنو شمسی بھلا اتنی تجھے کیوں خود ستائی ہے
خلل آیا ردی میں قافیہ کی تنگ سامانی سے

مسدس در بیان معراج خواجہ سرور دو عالم اشرف الانبیا فخر آدم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

اے خامۂ اعجاز کچھ اعجاز دکھا دے
اے شوخیٔ الفاظ کوئی ساز سنا دے
اے لعبت مضمون کچھ انداز بتا دے
اے جوشش طبیعت مجھے متانہ بنا دے
تقریر فصاحت و نزاکت سے بھری ہو
سیر نہیں اگرچہ تو صورت میں پری ہو

کھنچ جائے وہ نقشہ کہ ہو مانی کو تحیر
ڈھل آئے وہ مضمون کہ ہو بہزاد کو تحسر
الفاظ میں معنی ہوں وہ معنی میں تقریر
ہو غنچۂ تکبیر بہار سے طبیعت کو تنفر
جو کچھ کہ کہوں خاطر رنگیں سے نکلے
جانکاہ بنے وہ دل سوزاں و تدبیر سے نکلے

کھینچون مرقع کہ ہو بہزاد بھی ششدر / گلدستۂ مضمون سے شان جہان ہو معطر
ہر سطر مین ہو لٹکی زلف سنبل / ہر حرف درخشندہ ہو مثل مہ انور

نقشہ ہے یہ جسکے غشی پیر و جوان ہون
جسے تصنیف کئین ہو وین تو سکتے مین مکان ہون

تحریر عبارت در سفتے کی لڑی ہو / تقریر بلاغت کی چھٹکی پھلجھڑی ہو
گلزار سخن پیش نظر ایک گھڑی ہو / جب ہاتھ دعا کا اٹھے تاثیر کھڑی ہو

اے درد سخن سوز ہو پتھر کے جگر مین
آنسو بہین دریا مین تو اخگر اڑین برسین

اے فکر خیابان تو حضور یمن ہو حاضر / ہر باب سخن تازہ گلون سے ہو معطر
ہر قول سے مہک جائے بوئے نافۂ اذفر / مستی مین لگین جھومنے شمشاد و صنوبر

وہ نخل لگا دے تو گلستان جہان مین
پھل جسکا مزا بخشے مجھے باغ جنان مین

غواص خیال آب در شہوار دکھا دے / تیغ سخن ایک گہر ناب بنا دے

اجناس سخن کا سر بازار لگا دے
سنجیدہ و عاقل کو خریدار بنا دے

حرفوں کے صفیں باندھ مضامین کے پرے باندھ
الماس و گہر باندھ جو پھر باندھ گہر باندھ

ہو انفعالِ طبیعت میں ہو جدت
لفظوں میں رعایت ہو تو مضمون میں شرکت

دل پھسلے بیاں پر وہ زباں میں ہو سلاست
بندش میں نہ سستی ہو عطا کردہ مہارت

تقریر کہ محو اس سے ہر اک فرد بشر ہو
سکتے میں خبر ہو وے کسی کو نہ کسی کو

کیا حال ہے تشنگی جی کیا دل میں اٹھی ہے
وصف نبی زبان سے ادا ہو یہ بہ زنی ہے

کیوں جامے سے باہر ہوئے یہ کیا گفتنی ہے
آ زور طبیعت یہ شر کی آتش کی ہے

پتا ہو گہر کا ہے وہی جس کا جوہر ٹپکتا
جب گل کھلے گل چیں کا وہیں ہاتھ پڑے گا

صاحب نہیں افشانگی زر جبیں کو
نشاط نہیں چاہئے کبھی روئے حسیں کو

زر لفت نہ دیکا کبھی ساق سمیں کو
پروانہ تجلی کی سلیماں کی نگیں کو

[illegible]

پھول اُس کو نہین کہتے کہ مہکے نہ دکان سے
اظہار ہو خوشبو کا پھولا رسے کی زبان سے

موصوف وہی ہی کہ صفت اُس سی ہو موصوف
عاشق اُسی کہتے ہین کہ الفت سے ہو مالوف

موصوف کے افعال صفت سے ہین معطوف
ورنہ یہہ مثل سب مین ہے مشہور و معروف

ماں بچے کو اپنے کبھی جدا نہین کرتی
کولن بھی وہی کہ کبھی گھٹتا نہین کرتی

توصیف کی جائے جو موصوف کے بر رو
محمول خوشامد سے اُسے کرتے ہین خوشخو

موصوف بخس اُس کا ہے اوصاف ہین بد بو
اکثر یہہ کہا کرتے ہین موصوف و صفت کو

اک تیر خطا لگتا ہے سوفار دہان سے
سنتا جو بلیغ آپ کو بیہودہ کی زبان سے

سنجیدہ مزاج ان کو نہین کہتے ہین عاقل
جو داد سخن چاہتے ہین بر سر محفل

هار کیا کرتے ہین بیجا جو مشاغل | سو نہ دیکھے سو تعریف و مذمت [illegible]

غفلت مین جسے وصف سمجھتے ہین وہ ذم ہے
آپ اپنی مذمت کی حماقت یہ کیا کم ہے

انسان وہی ہے کہ سر عجز جھکائے | دلدار وہی کہ خودی خود سے بھلائے
عالی وہ دماغ اور سمین تکبر نہ سمائے | کامل و سخن سنج کہ توصیف نہ بھائے

حاجت نہین کہنے کی بھلا ہے یا برا ہے
پرکھیگا اوسے جوہری جو ہر جو کھرا ہے

جو عقل و شرافت ہی تکبر سے ہو مفقود | اس سے ہے عزازیل سی ملعون او مردود
اس سے ہی تو خاک مین شداد و نمرود | کی راہ نجات اسنے ہے فرعون [illegible]

برباد کیا تخت کیان کو بھلا اسنے
کیا کیا نکیا کام جہان مین برا اسنے

قربان اس ارشاد کے کی خوب نصیحت | آپ اپنی صفت کرتے ہین غیرونکی مذمت
کرلیوین نہ کہو گے تو کھلیگی سفاہت | گر لاکھ چھپاؤ گے چھپیگی نہ شرافت ۱

انگشت نما آپ ہی انگشت نما ہے
دکھلاکے جو دیکھو تو کہو گے کہ بجا ہے

بس تقریر مطالب کہو باتیں نہ بناؤ — یہ جیسے ہو اسکے کسی پیچ کو دکھاؤ
بتلاؤ نہ باتوں میں سب ٹال نہ جاؤ — وعدے کے مطابق وہی تقریر سناؤ

تقریر ہے سنکے غشی پیر و جوان ہوں
جیتے نہیں یکیں ہو ویں تو سکتے میں مکاں ہوں

ترکیب عبارت تو بتاؤ کہ کہاں ہے — جو کچھ کہ یہاں لکھا ہے وہ سب ہی بیان ہے
تقریر دل آویز ہے نہ سحر بیان ہے — جو چاہیں کہیں آپ کہ یاں اپنی زبان ہے

باتیں جو بناتے ہیں وہ کام آتے ہیں کمتر
بادل کہ گرجتا ہے برستا نہیں اکثر

جو تیز خیالات سے لڑتی ہے طبیعت — اڑکا رہیں ہیں ہیں سے کہ بگڑتی ہے طبیعت
ظلمت سے مضامین کی جھگڑتی ہے طبیعت — شب جال میں شہباز سے بچھڑتی ہے طبیعت

فہم لیاقت نکلتی ہے سر پیچ سے کہ اس راہ میں قدم رکھو

ہاں خوب سمجھکر سر قرطاس قلم رکھ

ہاں بچ طبیعت کہ ہے معراج سخن کی
صف بستہ کھڑی ہے اب افواج سخن کی
اٹھ جائیگا ابھی بحر سے امواج سخن کی
بالائے فلک پہونچے صدا آج سخن کی

وہ چھیڑ ترانہ کہ ہو غل صل علے کا
سیارۂ فلک آج ہے محبوب خدا کا

شب تھی کہ پہاڑ وحشت تھی چھایا تیرا اعظم
ہوتے تھے یہیں ملائک کے گروہ در پئے زاہم
ہنگامۂ شیاطین کا ہوا درہم و برہم
بالائے فلک جانے سے ہیں مختار دو عالم

پردہ تھا ہیم کا احمد و احد میں
پہونچا نہ تھی کوئی اس گرد کی حد میں

ایک جا دو ظلمت میں جہاں تھی تھی ویرانا
دانا تھے محو خواب تو بخواب تھے نادان
اور دامن غفلت میں ہر کہ جسم تھا پنہاں
جنات تھے بیدار نہ انسان تھے حیوان

ظلمت میں اٹھا تھا قمر تھا نہ جلا تھی
سنسان تھی اس شب کا فقط بالا قضا تھی

کیا رات سہانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
احمق یا دیوانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

اپنے سے بیگانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی
واللہ وہ سبحانی تھی کہ پھر پھر کے نہ آئی

رحمت کا وسیلہ تھی شفاعت کا سبب تھی
شب گشت اسی شب میں تھی سلطان عرب کی

عالم پہ جو ظلمت تھی وہ تھا پردہ اخفا
عادل ہو عمر شرم میں عثمان ہو یکتا

چھوٹا ہو ابی جہل تو صدیق ہو سچا
فیاض علی ابن علی سید شہدا

ہاں صدق کہیں عدل کہیں شرم بٹی تھی
کیا نقد رقم محکمہ مقدر میں پڑی تھی

جرأت میں لاثانی سخاوت میں تھی یکتا
سلطان دو عالم تھے پہ غربت میں تھے یکتا

بے مثل ولایت میں شرافت میں تھی یکتا
بس چلنے پہ مظلوم شہادت میں تھی یکتا

پھر بھی کے ستم پیاسے تھے گرفتار بلا تھے
امت کے شفیع اور تہ تیغ جفا تھے

ہر حرف شکایت نہ زبان پہ کبھی آیا
گھر بار لٹا اور غم فرزند بھی کھایا

اف تک نہ کہا سر کو جو خنجر سے کٹایا | ہاں یہ تو کہا بخش دے امت کو خدایا

اوسکی یہ رعایت نہ جسے پاس ادب ہے
ہم بغض و حسد سے کریں منسوب غضب ہے

عالم تو تھی تاریک سب افلاک تھے پر نور | ظلمت تھی گھری یاں تو وہاں نور تھا معمور
اک خانہ تنگ میں نہ دو رنگ تھے محصور | دنیا میں شب قدر تھی یا [illegible]

محبوب و محب شب میں وہاں عید سے تھے
بالائے فلک یاں مہ و خورشید سے تھے

کیا قدرت خالق تھی کہ دن رات تھے اک جا | اللہ رے شکوہ مہر و مہ ساتھ تھے اک جا
کیا رعب تھا کہ نور و ظلمات تھے اک جا | ٹک غور کرو کہ نفی اثبات تھے اک جا

ملنے سے شب و روز کے دن ساتھ گھٹے تھے
رویت سے سوا نور کے بڑھتے وہ گھٹے تھے

کیا حکمت غیب تھی اور شان الٰہی | اک قطرہ تھا [illegible]
اک دن تھا کہ ملتے تھے باہم نور و سیاہی | تھا نور دو عالم جو مسکن اک رات وہ آئی

اُس شب میں بلاوا جو تھا وہ عین سبب تھا
رحمت تھی وہاں شب میں جہاں ذہن غضب تھا

بیدار ہوئے خواب سے جب سرورِ عالم — اک نور دیکھا فرش سے تا عرشِ معظم
انوار وہ اسرار جلو ریز تھے باہم — جبرئیل امیں نے با ادب عرض کی اُس دم

سرکار ہیں آج آپ کے آمد کی خبر ہے
مشتاق تو محبوب کا منظورِ نظر ہے

مژدہ یہ سنا کر کے رسولِ دوسرا کو — پہنائی عبا نور کی خورشید لقا کو
پھر برقِ مجسم بٹھایا جو شہا کو — غل تھا کہ تو فانی سے چلے دارِ بقا کو

جلسہ میں ملائک کے سواری تھی نبیؐ کی
یہ شوکت و حشمت نہ سلیمان کو ملی تھی

انسان کی صورت تھی وہ حیوان کا پیکر — اشتر کی سی گردن تھی تو قامت میں تھا خچر
جوں برق خراماں تھا جو پر کے وہ شہپر — تکتی تھی ہوا اُس کو دمِ سرو بہر بہر کر

نسبت تھی اُسے ہودج شہ بالا و نشر سے

آگے بڑھے رہنما تھا الٰہی کو س لطف سے

راکب میں جو اعجاز تو مرکب میں کرشمہ | یہ بحر رسالت تو ہدایت کا وہ چشمہ
یہ حجت خالق تو نبوت کا وہ شمہ | تو عترت کی ادا سے سجالا بادہ ذمہ

جو راکب و مرکب سے عیاں جلوہ گری تھی
ظاہر تھا کہ قبضے میں سلیمان کے پری تھی

اس شوکت و حشمت سے چلی جب کہ سواری | قل تھا یہ حرم میں کہ چلی باد بہاری
اقصیٰ میں پکارا تھا کہ ہیں حجت باری | سرچشمہ مذاہب کے ہوئے اس سے جاری

خالق کے سوا تھا نہ پتا ارض و سما کا
اس وقت رہا نور رسولِ دوسرا کا

واحد کا یہ سایہ ہے خلف فخر سلف ہے | موسیٰ کا یہ سرتاج ہے عیسیٰ کا شرف ہے
قرآن ہے گواہ مصحف ناطق کا خلف ہے | یہ آیت ہے آمد کی خبر چار طرف ہے

آدم سے تھے ابھی طین میں اور آپ نبی تھے
طرفہ کہ پسر تھا نہیں جب باپ نبی تھے

مسجود ملایک اگر انسان تھا تو یہہ تھا | جو شوکت و حشمت میں سلیمان تھا تو یہہ تھا
گر نوح کی کشتی کا نگہبان تھا تو یہہ تھا | یوسف کے اگر حسن میں یکسان تھا تو یہہ تھا

ہر عہد میں جو رتبہ معراج بڑھا ہے
خاکی بھی بنا تو سر افلاک چڑھا ہے

گر حرف دوئی شان احدی میں نہیں ہے | اس سا بھی کوئی سارے خدائی میں نہیں ہے
تا احد سمجھے کہ دو وصل و جدائی میں نہیں ہے | مذکور یہہ دادو دو نسائی میں نہیں ہے

ہر سو تکی عبادت میں نقطہ نہ یک ہے سے تھے
یان رائی میں مرکز و محیط ایک ہے سے تھے

وان خاک کو نہیں یہان سید لولاک | وان پانچ اولو العزم یہان پنجتن پاک
وان چار مقرب تھے یہان صاحب ادراک | محکوم وہ خالق کے اطاعت میں یہہ چالاک

کیا فرق بجز میم ہے احمد و احد میں
یہہ میم ہے تسلیم کی احمد و احد میں

اقصیٰ میں جو پہنچا وہ شہنشاہ سرافراز | گردون سے گیا آگے اگر اعظم و اعزاز

پھر جانبِ افلاک جو رفرف کی پرواز ۔ تھا ہر تھا کہ کنجشک لیے جاتی ہے شہباز

ہمت نے وہاں دامن لولاک پکڑ لی
جبریل نے بھی خوف سے فتراک پکڑ لی

ہر گام پہ سبقت تھی اسے پیک صبا سے ۔ وہ تیر اڑا جاتا تھا شد تیر دعا سے
تندی میں بڑھا جاتا تھا وہ سرد ہوا سے ۔ ہر اوج میں بالا رہا وہ فضل خدا سے

شبدیز کہیں برق کہیں اور کہیں باد
ہر جائے نیا رنگ بدلتا تھا پری زاد

وہ خاک سے گذرا پہ اسے گرد نہ پہونچی ۔ وہ آب سے گذرا پہ اسے تر نہ پہونچی
وہ باد سے گذرا پہ ہوا سر نہ پہونچی ۔ وہ نار سے گذرا اسے لو تک نہ پہونچی

راکب جو جہاں میں شہ ابداع ہوا تھا
ہر کرہ میں مرکب سے انواع ہوا تھا

کیا حکم لگاؤں کہ وہ ہیں آذن سے خالی ۔ پہونچے نہ وہاں اسپ تصور و خیالی
ہر دو ہیں مقابل میں ضروری کے مثالی ۔ راکب جو جلالی ہے تو مرکب ہے جمالی

کیا کسب کرے فکر وہ سیار فلک کے
حالانکہ سمجھا ہوش نہیں جن و ملک کے

حیران ہوں کہوں کیا کہ نہ تشبیہ نہ تطبیق
نہ صاحب احکام ہوں نہ منکر تصدیق

سرگرم حقیقت میں ہوں ہوتی نہیں تحقیق
اتنا تو کھلا بعد بہت غور و تعمیق

عالم کو بھی حیرت ہے وہ صنعت ہے خدا کی
معراج ہے تصدیق رسول دوسرا کی

مدرک نہیں ادراک میں وہ صاحب اوصاف
محسوس اگر صورت آئینہ شفاف

منقول میں مبہم ہے تمیز اوسکی نہیں صاف
مدرک نہیں معقول کہ اسکو کریں اصناف

ہستی میں ہے معقول کہ معراج نبی ہے
امکان سموات کا یاں ذہن نبی ہے

کیا نفس مجرد سے تکمیل تصور
کیا خاک کرے ذہن بیان صدق تصور

کیا نسبت سکین ہو کیا قطع و تاثر
حسرت رہی حکما کو تحقیق کو تحیر

وحدت میں نہ فراق تھی حصولی و حضوری

یان رات مین اک ہوگئی کیسی صردری

کیا فکر رسا کر سکے مجہول کی تحصیل | جب اہل نظر بیٹھے نہ کی معروف کی تکمیل
تسکین متبصر کو نہ معقول کو تفضیل | جب غور سے دیکھا تو ترادف ہے نہ تفصیل

یان غور مکان پر کہ تمکین ہے یا نہین ہے
الّا کے سوا اوران نہ مکان ہے نہ تمکین ہے

کیا نقل مطالب مین کرے ذہن مبادی | مافوق تعقل ہین اوامر و نواہے
موضوع نہ محمول نہ جزئی نہ مساوی | امکان بشر پا سکے کب اسرار الٰہی

مانا یہ کہ خورشید سے پر نور قمر ہے
کیون مہر مشہور ہے کچھ اسکی بھی خبر ہے

ہان حضرتِ منطق کہو قانون سکہا دے | دکھلاؤ تو معقول کے جیسے حوالے
مشفق نہین کام اسے بیجا ہی یہ رسا | آئینۂ خاطر سے کدورت جو نکالے

تصحیح کرے خاک کہ وہ آپ غلط ہے
لیتا اسکو ڈبو دیگی کہ طوفان مین ہی لیا ہے

جب امر بغیر منتہا ہی ہے مسلسل
کیا لفظ مولف ہو مو شرح و مدلل
کیا جو ہر فردانی کرے جوہر سے مکمل
منطق نہ سکھے جسکو شرح نہ مفصل

جو دور و تسلسل ہے وہ کیا نقل نہیں ہے
منطق میں مگر نام کو بھی عقل نہیں ہے

اجزائی کثیرہ کو جو منطق نے دی ترتیب
دعوی یہ کیا تھا کہ صحیح اسکی ہے ترکیب
تقریب مرام اس کو کہا اور اسے تہذیب
بات شب میں ہوئی طالب مطلوب میں تقریب

معلوم و معارض تو نہ خاک پڑھے تھے
اب مونھ نہیں آتے تھے بہت مونھ پہ چڑھے تھے

منطق سے سدا ذکا جو پیمانہ تھا لبریز
معقول یہ چلتا تھا براہین کا شبدیز
تھا سفہا میں کا طبیعت کی تھی مہمیز
یہ دیکھ کے منطق نے بھی کی سیف سنان تیز

نعرہ یہ کیا عرصۂ حجت میں کہ خاموش
کیا مغز خراشی ہے ادا احسان فراموش

جیسا بھی جہاں میں نہ ملیگا کوئی بے پیر
جو محسن و مشفق کو ہی کھینچے نہ شمشیر

دینی شکوہا کی سمجھے تالیف تقریر | تصدیق کے امثال تصور کے تصاویر

ہیں سنتے تو بھلائی کی وسیلے تو بہت وفا کی
ہاں سخت خطا کی جو کہ محسن پہ جفا کی

خالق کو کہا ہیں نے بھی ستار و غفار | تسلیم کی نبوت کی جناب شہ ابرار
وہ مظہر فیض دو عالم کا ہے مختار | مردود و ملحد ہے جو اس سے کرے انکار

کیا حد ہیں سب پہ کہ یہ لکھا صاف نہیں ہے
مشکل یہ کہ تم لوگوں میں انصاف نہیں ہے

ہاں ہم کو وہ اجب ہیں کیا کس نے ہے تفریق | اور کس نے دیا مظہر اعجاز سے تطبیق
کس شے میں تو اطلاع ہے جو انکی تصدیق | کس چیز نے کی مذہب اسلام کی تحقیق

منطق کہ جو سکھے ہیں رہ راست سے ٹھٹکی
عقل ان کو چھوئی اور نہ کبھی پاس پھٹکی

تو جس جہاں پر نہ تھا فضل کے صدہا حقوق | تقریر منافق کی کیا ہی کرنے لگے بصد شوق
وہ کون تھا تسلیم کا پہنایا آہنی طوق | ہے کیا امکان بشر سے یہ ہو فوق

علامہ کسی سے بھی وہ کب بند ہوئے تھے
ہاں ہم تعقل سے تو لب بند ہوئے تھے

ثابت قدم اُس جا پہ رہا پائے تعقل
الحاد کا تھا شور عقائد میں تزلزل
عابد کو تنزل تھا عباد میں تساہل ۔
صف آرا منافق تھے بشوکت و تجمل

اُس عہد پر آشوب میں حملہ تھا عجم کا
تائید خدا کی تھی و منطق کا قلم تھا

واں سیف زبانی تھی یہاں رطب لسانی
واں جان فشانی تھی یہاں عذب بیانی
واں نقش حقانی تھا یہاں لطف سبحانی
ظاہر میں وہ فانی تھے لقب جن کے معانی

منقول کی عزت فقط اس سے ہی بڑی ہے
مذہب کی سپر ہو کے وہ لاکھوں سے لڑی ہے

گر آپ کو شک ہے جو کہ منطق کی تالیف
منطق کو اٹھا دیکھئے تھوڑی سی تکلیف
تحفہ یہ اسحاق کی حضرتین کی تصنیف
ان لوگوں نے منطق کی تو دل سے کی تعریف

یوں لکھتے ہیں وہ شرح کے منطق کا حوالہ

مشرق کے دلائل نے ہی بگڑے ہوؤں کو سنبھالا

منطق سے کی اسلام کی ہر وقت حمایت
ہیں پیشہ وؤں کی باتیں سنی جھوٹی ہی نہ حجت

امداد محقق کی علما کی نیابت
آخر ہے کہ کی ترک قدما کی رفاقت

جب اُن کے رفقا سے کیا ہیں نے کنارہ
وہ سب نے بات دل سے کہے دشمن ہیں دنیا

کافر کوئی کہتا ہے کوئی کافر مطلق
ہے بے پیر کوئی کہتا ہے کوئی ہے مشفق

یا جاہل کوئی کہتا ہے وہ ملحد کوئی ناحق
وہ سب زبانی کہ دل تیغ و سنان شق

سوء اتفاق ہوا کوئی جو منطق کا خریدار
فورسوا اسے کرتے ہیں ملا سر بازار

عاقل ہو تو کہتے ہیں عداوت کی کبھی سیرت
نہ ہیں ہم کیف ہی سر کی الصیحت

جاہل ہی سہی آپ کا خادم ہے ہر کیف
جو دوست و دشمن کو نہ پہچانا تو حیف

عکس جو ہوا اپنا برا اس کو کہیں سے گئے
اچھا جسے کہتے ہیں برا چپ ہیں سنگھتے

کچھ معنی جاہل نے نہیں پائی ہیں تعلیم | نہ جنس کی تحقیق کی نہ نوع کی ترسیم

نہ فصل کو سمجھا ہے نہ مشہور و تسلیم | نہ مطلق و ناطق ہیں کی کچھ فکر و تفہیم

ہیں شعر ہیں و منطق کے نہ فن وا ہیں سے استاد

اطفال سے حاصل نہیں فریاد سے فریاد

دیکھے نہ صورت لیا کہ گھر زاد سے ہیں | پیشہ نہ لیا ہاتھ سے فرہاد سے ہیں

خود دام ہیں اس کے صیاد سے ہیں | آتا نظر ہیں کچھ کام سے نا سے شیریں

شمشیر زنی دیکھی نہ چھوٹی کبھی کس سے

ہیں نہیں [illegible] تمام جہاں کے [illegible]

خاموش ہیں [illegible] پیدا نہ ہوا کا سا | گویا نہیں زبانی سے کچھ خبردار خبردار

کلمات [illegible] کچھ نہیں کچھ اور ادا سا | کچھ [illegible] لسان [illegible] الا الا سا

اے [illegible] حضرت [illegible] فہم [illegible] ہوش

[illegible] لسان [illegible]

[illegible] | [illegible] دل و دلدار [illegible]

پاؤں نہیں بھاؤں تو دلِ عشق ودو اتا | ہنس ہنس کے شیشے میں اتار دکھیں ستیا

جب ہوش سنبھالی پہ فلاحت منظور حق ہے
بچے تو ہے بڑے ہوں گو اگر اس سے قلق ہے

ہر محفل و مجلس میں جو ہو صاحب اعزاز | اپنے و بیگانے کو کیا جسنے سرافراز
حیرت کہ مدد و یوسے تری طبع ناساز | کیا صدق شعاری ہے بھری پیر و غل باز

خواہانِ مدد تو تیرا استاد ہوا ہے
اسلام دکھیں طالب امداد ہوا ہے

جب سرحد اسلام میں پہونچا قدم شوم | دہری کی بن آئی و ملاحد کی ہوئی دھوم
ظاہر میں وہ تھے دشمن اسلام سے معلوم | در پردہ بھی کوشش تھے کہ اسلام ہو معدوم

ہنس ہنس کے اڑاتے تھے وہ اور اپنے چہیتے روکے
اسلام کے چھپے تھے پڑے ہاتھ دھو دھو کے

جب راسخ الایمان اٹھے باغ جہان سے | مرجھانے لگا گلشن تو بعد خزان سے
جو نخل تھے تو خیر کٹے بیخ و بن سے | کمہلا گئے سب غنچہ و گل سحر بیان سے

کعبے میں کبھی پایا تشفی کو نہ جبیں پہ
سجدہ کیا الحاد کو ہستی کے نگیں پہ

اسلام سے دیکھا کہ یہ ہیں دشمن بیباک
دیں سب یہ سعادت سے وہ ہیں خاک بہ خاک
سمجھے جا رہے طبیعت و در جریانات تجدد افلاک
جو حشر ہے حکایت میں تو وہ ہو گئی بیباک

ناچار رکھی پیش نظر رزم حکمت کی
شمشیر کی حجت قاطع بھی عقل کی

آلائش منطق سے مسائل کو کیا پاک
اب شکل نکلی یہ وہ مبہم جو ہوا چاک
ہر شخص لگا کہنے کہ یہ کون ہے سفاک
جو غور سے دیکھا تو وہ مشفق ہیں یہ کیا

دنیا میں تو اس سا کوئی آزاد نہ ہوگا
یہ مکر تو ابلیس کو بھی یاد نہ ہوگا

پیرایۂ الفت میں خصومت کی غضب ہے
در پردہ جو پایا تھا سو عداوت کی غضب ہے
کیا کچھ تھا انداز شرارت کی غضب ہے
ناحق کہ جو تو دیں و حقارت کی غضب ہے

از فضل خدا شامل ہر کام نہ ہوتا

اسلام کا دنیا میں سرانجام نہ ہونا

اس بے پیر بدکار سے اللہ پناہ دے
اس ظالم و غدار سے اللہ پناہ دے

اس ساحر مکار سے اللہ پناہ دے
اس مرتد و غدار سے اللہ پناہ دے

اللہ نہ دکھائے کہ ہے لشناس کی صورت
بچا یا ذوی الفہم کو خناس کی صورت

عجب ہوا پردہ حاجب جو ہوا دور
اب آنکھ کھلی جاتا رہا آنکھ سے جب نور

کروٹ لی جراحت سے ہوا جب بدن چور
اب ہوش میں آئے کہ بنا زخم کا ناسور

جب سہم تکلم نے کیا چھلنی بدن کو
اب نزع میں پوچھے ہیں کہیں مغز سخن کو

متقاضی دلائل ہی تو پارینہ ہیں اوراق
اور قالب مضمون کی طاقت بھی ہوئی طاق

منطق سے بچھڑتے ہیں سبھی فہم و شقاق
کر ٹوٹ گیا طلسم یونان و اشراق

ہے پاس کہ دفتر ہیں پھٹے نظم و نسق کے
باطل جو ہیں منسوب ہیں اور اسیح ہیں حق کے

جو بندۂ احسان تھے سو وہ ہو گئے مجنون — آوارہ ہی اسحاق تو دیوانہ ہے مامون
آزاد ہوئے دام رد و بیت جو تھے مہمان — جمعیت تھا پراگندہ ہوا اصلو رست مجنون

یا ور ہے کوئی اور نہ کوئی پشت پناہ ہے
جس گھر سے بنا علم عمل کی تھی تباہ ہے

ہر وہ پاس ہے متعلق کو کہ چہرہ ہی ہوا زرد — ہاتھوں سے جگر تھام کے روتا ہی وہ ہمدرد
اور سو فلک دیکھ کے بھرتا ہے دم سرد — وہ بین کہ نالاں ہیں پس پردہ زن و مرد

جو تخم کہ بوئیگا وہی پائے گا ہر بار
جو بات کہ حق ہے وہ ہے خاطر پہ گران بار

ہم سمجھے کہ مقتول کوئی دم کا ہے مہمان — تجہیز و تکفین کا مہیا کرو سامان
مامون و مقتول دو قالب ہیں تو اک جان — مامون کا اُدھر دم چلا اور اس کی اِدھر جان

اسکا جو یہ پالا ہے تو اوس کا وہ نوازا
نکلیگا بس یہ پیش ہی دونوں کا جنازا

لیکن یہ تو زندہ ہے مگر یار کو مارا — اس کافر مطلق نے تو دیندار کو مارا

اس پیر نے تو صاحب تلوار کو مارا — اس بانیٔ شر نے شہ ابرار کو مارا

مامون ہی نہ تخت ہے نہ تاج و علم ہے
اسلام میں موجود ابھی شوم قدم ہے

حالت یہ ہے معنی تو نے بھی ای پیر دغل باز — اسلام کا انجام ہوا الحاد کا آغاز
کنجشک سو کنجشک ہے شہباز سو شہباز — خالق نے کیا پست کسی کو کسی کو سرافراز

جاتی ہے صدا کوس ظفر کسکے گئی کوس
وہ کون ہے ملتا جو ہے ہر دم کف افسوس

ہر طعن سنان سے کھلا منطق کا ہر اک بند — یہ غیظ و غضب دیکھ کے منطق کا تھا دم بند
اب عرصۂ حجت میں نہ جدول تھا نہ دہ بند — جیتے تھے بس اب پشت پہ سیف سرافگن

حالت تھی دگرگون مگر اپنی کو سنبھالا
اس پیر نے پھر پیٹ میں سے پاؤں نکالا

یہ تلخ زبان مجھ سے کہا بانس ہی یہ پیر — خواہی و نخواہی جو تو ہوتا ہے گلوگیر
کیا میری خطا ہی وہ ہوئی کونسی تقصیر — کس بین سے تھا احد سے کی تحریک شمشیر

حامی مرے کیا صاحب ایمان نہین تھے
حامون و اسحاق مسلمان نہین تھے

بے پر کے اڑانیکی یہ عادت بڑی کب سے
لوگون کو چڑھانے کی یہہ عادت بڑی کب سے

دو باتین بڑھانے کی یہہ عادت بڑی کب سے
آپس مین لڑانی کی یہ عادت بڑی کب سے

کیا فتنہ طبیعت ہی شر انگیز و شرر بار
باتو نمین لڑا دیتی ہی دو نین کو ہر بار

ای طفلِ جفا کار ذرا خوفِ خدا کر
ای تشکلِ دل آزار ذرا خوفِ خدا کر

ای حیا بر و مکار ذرا خوفِ خدا کر
ای ظالم و غدار ذرا خوفِ خدا کر

انسان جو بے شر ہو وہی نیک ہی مشفق
لاکھون مین کروڑون مین وہی ایک ہے مشفق

گر عہدِ گذشتہ کی یہ کرتے ہو شکایت
منقول کے پردے مین سب انکی تھی شرارت

منطق کو نہ اسلام سے کچھ بھی تھی خصومت
جن لوگون کو اسلام سے قلبی تھی عداوت

سمجھے نہ عبارت گو کہ وہ اہل زبان تھے

خارج ہیں کیا غور وہ لازم ہیں نہاں تھے

مصقول تھی تیغ جسم دست و گریبان
کٹ جاتا سخن سیف بلاغت سے ہر اک آن
طرفین سے کوشش تھی کوئی اپنے بچائے جان
ہر طعن سنان کرتی تھی بند تن کو پریشان

شمشیر کی حجت قاطع جو مسلم تھی
بس صورت حجت جو وہاں پہنچی قلم تھی

وہ سیف زبان کرتے تھے ہر پہلو سے حملا
جب کہ بیت سخن پڑھتے تھے ہو جاتا کھلا
پیکان تکلم کا برس جاتا تھا جھلا
مشغول حرب میں تھے وہ بس کلمہ بلا ب سکلا

ہر اک کو یہ فکر کہ اس کو کرو مغلوب
تھا زمیں ہوں چار ہیں یہ سب ہیں محجوب

دوران تقریر میں پلٹ جاتے تھے شبدیز
جب طعن کیا بڑھ کے تو ہٹ جاتے تھے شبدیز
حجت کی کھنچی باگ الٹ جاتے تھے شبدیز
چل جاتی تھی جب سیف تو کٹ جاتے تھے شبدیز

وہ سیف زبانی کہ چھپی اس پس قاف
بے سر تھے پرے حرفوں کے مضمون کی صفیں صاف

تھم تھم کے لپٹ جاتے تھے خونریز خیالات
رک رک کے چمٹ جاتے تھے خونریز خیالات
رہ رہ کے چپٹ جاتے تھے خونریز خیالات
دم لے کے ہٹ جاتے تھے خونریز خیالات
تیغے جو نکالے ہوئے وہ سانپ لہو تھے
یہ خوف ہوا سب کو کہ مونھ ڈھانپ لیے تھے

لرزتے تھے شستان سخن بیں کھڑے وہ شبیر
اس عزم و بالجزم سے ہوتی تھی الٹ پھیر
پھر پنجۂ زبردست پلٹ کر کے بنا تیر
دندان مقتدد سے پس و پیش لگی ڈھیر
وہ ضرب جلی کہ نفی اثبات سے کٹے تھے
بے سر تھے سخن نقش مضامین کے پٹے تھے

جھڑکی سے تھے ظاہر غضب و غیظ کے آثار
ستگتے تھے وہ مونھ کو نظر تیز سے ہر بار
ناگاہ یہ ہوا غل کہ خبردار خبردار
بالائے فلک پہنچ گئے احمد مختار
دیکھو تو کہ خورشید مقام قمر آیا
حیرت یہ ہوئی رات تھی پر دن نظر آیا

فرزند پدر سے ملا اور نور بصر سے
دلبند ملا سینے سے اور لخت جگر سے

وہ صادق الاخبار ملا پیک اجل سے | آدم ہیں بغل گیر شہ جن و بشر سے

یہ نور نظر راحت جان فخر سلف ہے
آدم کا ہے سرتاج تو حوا کا شرف ہے

دو باب آدم کے جیب و راس نمودار | جاتے تھے سپید ایک سے اور ایک سے بدکار
راہ ایک کی جاتی تھی در جنت گلزار | اور ایک سیہ کاروں کو لے جاتی تھی نار

دنیا میں جو پوچھو تو مہلت ہے اجل کی
پوری جو ہوئی یہ تو ہے پاداش عمل کی

جو چاہئے کر چند نفس کی ہے مہلت | نیکی یا بدی ظلم و ستم خلق و مروت
خاطر و مدارات عداوت و خصومت | یا از جر و اہانت و تکبر یا اعانت

آخر یہ عمل ساتھ ہے اچھا یا برا ہو
دینا ترے پاس ہے کھوٹا یا کھرا ہو

ہر پر آشوب رہ رنج و محن ہے | ہر شکل خزان دیدہ ہو وہ غنچہ دہن ہے
جو قامت تو خمیدہ وہ پیرہن ہے | قصر اس کا اگر گور تو ملبوس کفن ہے

جو طبل و علم رکھتے تھے بے نام و نشاں ہیں
احباب جو کل بستے تھے وہ آج کہاں ہیں

یہ حرِ باصفت رنگ بدلتا ہے ہر اک آن
کھنڈر سے پڑے ہیں وہ جہاں بستے تھے انسان
ہوتی تھی جہاں بزمِ طرب وہ ہیں سنسان
جو زینتِ عالم تھے مکاں اب وہ ہیں ویران

اڑتی ہے وہاں خاک جہاں طبل و علم تھا
مسکن ہیں درندوں کے جہاں جاہ و حشم تھا

محصور نفس جب کہ ہوا دارِ فنا میں
محو تمنا قفسِ ارض و سما میں
خواہش کا تقاضا ہے کہ رہ فکرِ غنا میں
تاکید اجل کی کہ تو ہے دستِ قضا میں

خواہش کی یہ ترغیب ہے کر فکر تو زر کی
کہتی ہے قضا آکے پناہ مانگیو گے

کیا قدرتِ خالق کا عجائب ہے تماشا
ہر شخص کو دیتی ہے صدا موت ادھر آ
غافل ہے جہاں تو ہے چند نفس کا
جو آج گھرا رہے ہیں وہی کل گور میں ہوگا

مرکر جو اتارے ہیں وہی مٹی کریں گے

جب جبین پر پڑیگا تجھے مٹی مین دھرینگے

یہ دہر پر آشوب ہے مکار ہے غدار — دنیا ہے نیاد اغ یہ دلسوز دل آزار

ملے جو پڑا اسکے نہ جانبر ہوا زنہار — ظاہر مین تو محبوب ہے باطن مین ہے خونخوار

خبردار دوست سے جانکا ہر عاشق زر ہے

دشمن ہے جہان تر سے لاکھ یہ وہ باقی شر ہے

جو طالب زر ہین نہین ملتا انہین آرام — جن طمع و ہوس کا پڑا رہتا ہی سحر شام

روتا ہے تو پیسے کا وہ دولت کا ہے گرام — دنیا سے غرض اور زنگوتی سے نہین کام

کوڑی اگر نام او وہ پیسے ہین پیسہ

چمڑی تو چلی جائے کہین جائے نہ دمڑی

جو جالے ہین وہ ہین ننگ فنا موس — زندان غم و رنج و محن مین وہین محبوس

رگ رگ مین بہری حرص ہوا اشفور منحوس — ہوشیار فنا دام ہوس زینت ملبوس

ہے آتی اجل دولت و دنیا یہ ہے سب ہیچ

استغفار قشہ ستنا ہے اک ہیچ ہے ہیچ

رفتار زمانے پہ کریں آپ ذرا غور ۔ یکساں نہیں رہتا ہے زمانے کا سدا دور
اسکے ہیں نئے رنگ نئے ڈھنگ نئے طور ۔ کل کچھ تھا تو کچھ آج ہی کل ہوویگا کچھ اور

ڈھونڈو جو قدردان ہیں سے اب کوئی نہ ہونگے
وہ آج نہیں ہیں چلو کل ہم بھی نہ ہونگے

کرتا ہے سفر یاں سے یکے بعد دیگر ۔ مرتا ہے پدر کل تو پسر آج برادر
روتا ہے کوئی خون کہیں خاک ہے سر پر ۔ کس طرح سے بے خوف ہیں ہم اللہ اکبر

مرتا ہے مرے حرص و ہوا کم نہیں کرتے
لمحے سے زیادہ کبھی ہم غم نہیں کرتے

ہم کرتے ہیں مرنے کا جو ان مرگ کے ماتم ۔ اتنا بھی سمجھتے نہیں وہ آج تو کل ہم
سامان اجل اپنا بھی ہوتا ہے فراہم ۔ ہمدم جو چلے آج نکل جائے گا کل دم

کچھ خوف نہ خطر موت سے واللہ نہیں کرتے
ہم دست طمع کو کبھی کوتاہ نہیں کرتے

آتی ہے صدا گور سے تخت نشیں ہے ۔ کہتی ہے تمنا کہ ستہ تاج و نگیں ہے

حسرت کا بیان ہے کہ وہ اب زیر زمین ہے
کہتی ہے قضا ہاں تھا مگر اب تو نہیں ہے

حاکم جو قضا کے تھے وہ ہیں پلے قضا کے
بگڑی ہوئی صورت ہے طلبگار بقا کے

بستی میں جو آئی تو ہوے چاند اجالا
تھے نور نظر باپ کے اور ماں کا نظارا

کھا کھا کے پلی لال پہ سونے کا نوالا
بچپن ہوے پہ تو ہوا گہنہ دوبالا

ہاں آنکھ میں بچھاتی تھی جو چلتے تھی اکڑ کے
اب گور میں لائی ہے انہیں موت پکڑ کے

کرتی تھی دعا ماں یہ شب تسمیہ خوانی
سرسبز رہے لال کا ہو باغ جوانی

اک چاند سے دولہن کو بیاہ لائے پیا تی
اس دن کے لئے منتیں کیا کیا نہیں مانی

اس لالی کی دنیا میں سدا جلوہ گری رکھ
میں کوکھ جلی ہوں تو مری گود بھری رکھ

الحمد للہ کہ تر و تازہ ہے گلزار
الشکر کہ شاداب ہوا چہرہ گلنار

الفضل کہ سرسبز ہوا سبزہ رخسار
حسرت لولی شکل جدائی ہوا بیمار

پروان چڑھا لال کیا فضل خدا نے
بر لایا تمنائے دلی نخل دعا نے

سلطانِ سلاطین ہے اور مالکِ اقلیم
پھر مرجعِ خلق اللہ ہے اور قابلِ تسلیم

زیبندۂ اورنگ ہے اور زینتِ دیہیم
ذی عزت و توقیر ہے اور واجبِ تعظیم

کیا غم ہو کہ دولت میں ہے قارون کی ہمسر
حشمت میں سلیمان ہے تو شوکت میں سکندر

اسبابِ طرب عیش و نشاط انکے لئے تھا
پیراہنِ بہجت و انبساط انکے لئے تھا

نغمہ و دف چنگ و رباط انکے لئے تھا
ہر موسم و ماہ نشاط انکے لئے تھا

ہر جشن خوشی عشرتِ جمشید ہوا تھا
ہر رات شبِ قدر تھی دن عید ہوا تھا

تھی بزمِ نشاط آراجوان مہوش و گلفام
شور بیدہ سر آوردہ و وارفتہ و بدنام

سرشار تھے مست تو شیدائے دلارام
جز بادہ پرستی کے نہین انکو کوئی کام

ہر سر مین خوشی تھی ہر اک تھا نہ بہ ہوش
حاضر کی یہ حالت تھی کہ غائب تھی فراموش

جز بادہ کشی اون کو نہ تھا شغل کوئی اور — کرتے تھے مئے ناب کا اسباب یہان دور
خدمت نہ اونہین آج کا فردا پہ نہ کچھ غور — مجنون کی سی حالت تھی تو دیوانون کے تھے طور

جس دوش پہ شیطان ہو اوسے گوش نہین ہے
کیا پند سنے وہ کہ جسے ہوش نہین ہے

کہتا تھا نصیحت کی اگر کوئی نکوکار — ہو جاتے تھے اوس یار کی گفتار سے بیزار
ہوتا تھا وہ زندان عقوبت مین گرفتار — محبوس بجرم ہوتے تھے لٹ جاتا تھا گھربار

سب ہین زن و فرزند مسلسل بہ سلاسل
اک بات کہی کیا کہ قیامت ہوئی نازل

اوس ناصح مشفق کی فضیحت کی سراسر — محبوس کیا اوسکو سب زن و فرزند و برادر
بے پرسش احوال ہوے قتل وہ یکسر — اس جرم مین ڈھیلا رہا گھر کی جگہ پر

اوس تلخ نصیحت سے غضب گھیر لیا تھا
کج فہم نے اوس جا پہ ہل پھیر دیا تھا

مشغول رہا کرتے تھے عیش و طرب مین — پڑہتا تھا قدم روز وہ حرص و طلب مین

ناگاہ گرفتار ہوئے قہر و غضب مین
دانتون ہوا سخت پھٹنے چاہی قلب مین

غفلت مین اجل آ کھڑی از خود ہوئی رفت
لے آئی بقا تا بہ فنا دست گرفت

ناگاہ قضا آ کے ہوئی اونکی گلوگیر
تدبیر و علاج اور دوائے نکی تاثیر

تشخیص حکیمانہ کی الٹی ہوئی تدبیر
پُر خشم و غضب تھے اب اونکی تقدیر

وہ شوکت و حشمت ہے کہان آج او بدخو
کہان ہین جو گراتے تھے پسینے پہ لہو کو

وہ جاہ و حشم افسر و لشکر ہے کہان آج
وہ تاج و نگین خلعت پر زر ہے کہان آج

وہ ملک کدھر ہین وہ مظفر ہے کہان آج
کیا ہو گئی وہ زینت سرور ہے کہان آج

کل مالک اقلیم تھا اور شاہ زمن کا
صد حیف کہ وہ آج ہے محتاج کفن کا

بس عالم تمثال مجھے اب لکھ چکا امثال
دکھلا دیا اس دہر پر آشوب کی سب چال

پر عالم تمثال مین مین بن گیا تمثال
اللہ کرے خیر کہ ابتر ہے مرا حال

قابو مین نہ دل ہی نہ زبان ہے مرے بس مین

آیا ہے بڑہاپا مجھے تیئس برس مین ۲۳

اندام مین رعشہ ہے لرزتا ہی سر اپنا

ڈہل ڈہل کے بہا جاتا ہی اب خون جگر کا

موںہہ بالا ہو سر گالا ذرا دیکہو تماشا

اکسان مجھے آیا ہے جوانی مین بڑہاپا

واسطے سند مین باتیکے

کہ یہ کتاب طبع ہو گئی مطبع

عزیز دکن کی ہی لہذا مہر مطبع

ثبت کیگئے ۔

اب شمسہ کچہہ جینے کے آثار نہین ہین

ظاہر ہے کہ یہ بچنے کے اطوار نہین ہین

بالخیر

للہ

الحمد للہ والمنہ درین ایام فرخندہ فرجام کتاب لاجواب از تصنیف منیف طوطی شکرستان بلاغت و عندلیب گلستان فصاحت اعنی جناب معلی القاب مولوی شفقت حسین عرف ابو المحاسن متخلص بہ شمسی ادام اللہ فیضہٗ مسمی بریاض شمسی از اہتمام خادم العلما ناچیز جہان محمد علیخان ۔ در مطبع عزیز دکن واقع چہتہ نواب مختار الملک مرحوم مطبوع گردید ۔

اطلاع کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف کے قصد چہاپنے یا چہپوانے کا نفرماوین